تھے کہ کارخانہ دار کی شرائط پر کام کریں، کیوں کہ کام نہ کرنے کی صورت میں ان کا جینا محال تھا۔ ان کے پاس اتنی رقم بھی نہ تھی کہ ایک دن ہی فاقے سے بچ سکیں۔ دوسری طرف کارخانہ دار اتنی دولت کا مالک تھا کہ وہ دو سال بھی کارخانہ نہ چلائے تو اللے تللے سے رہ سکتا تھا۔ مزدور کی اس مجبوری سے سرمایہ دار نے خوب فائدہ اُٹھایا۔ بالآخر مزدوروں کے اندر اس ظلم کے خلاف لہر اُٹھی اور انھوں نے متحد ہوکر آواز بلند کی تو سرمایہ دار کو اس متحدہ قوت کے سامنے جھکنا اور مزدوروں کے انسانی حقوق تسلیم کرنا پڑے۔ ایک مدت کی جدوجہد کے بعد یورپ میں مزدور اور کارخانہ دار کے تعلقات خوش گوار مرحلے میں داخل ہوئے ہیں۔

اب سوال کے اصل نکتے کی طرف آتا ہوں، یعنی کیا مزدور کا اُجرت کے علاوہ نفع میں بھی حصّہ ہے؟ اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مزدور کو جو اُجرت ملتی ہے وہ دراصل نفع ہی کا ایک حصّہ ہوتی ہے۔ اب ضروری نہیں کہ وہ نفع میں اس کی نسبت کے عین مطابق ہو۔ چونکہ مزدور کو اپنی گزراوقات کے لیے ایک ماہانہ رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے وہ رقم اسے تنخواہ کی صورت میں مل جاتی ہے، لیکن زائد منافع اس کا محفوظ رہتا ہے جو سال چھے مہینے میں پورا حساب لگانے کے بعد اسے بونس کی شکل میں ملنا چاہیے۔ (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

مزدور نقصان کا ذمہ دار کیوں نہیں؟

سوال: جب مزدور منافع میں شریک ہونے کا دعوے دار ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اسے نقصان میں بھی برابر کا شریک ٹھیرایا جائے؟

جواب: 'شرکت' اور 'مضاربت' دو مختلف اصطلاحیں ہیں۔ 'شرکت' اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کاروبار میں اپنے سرمایے کے ساتھ شریک ہو۔ ایسی صورت میں کاروبار میں ہونے والے نفع اور نقصان میں دونوں حصّہ دار قرار پاتے ہیں۔ اور 'مضاربت' اسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کاروبار میں محض اپنی محنت کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور محنت کے صلے میں وہ اس کاروبار سے نفع حاصل کرتا ہے، مگر وہ اس کاروبار میں ہونے والے کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ ایک مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان یہی 'مضاربت' کا تعلق ہے، جس میں نقصان کی زد اس پر نہیں پڑتی۔ (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

مشترکہ تجارت میں خسارہ کا تناسب

سوال: میں کئی برس سے ایک کاروبار کر رہا ہوں۔ میں نے اپنے ایک دوست کو پیش کش کی کہ وہ بھی اس میں شریک ہوجائے۔ وہ اس پر رضامند ہوگیا۔ اب کاروبار میں میرا سرمایہ ۷۰ فی صد اور میرے دوست کا ۳۰ فی صد ہے۔ ہم اس پر متفق ہوگئے کہ نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے، یعنی نفع میں ہر ایک کا حصّہ ۵۰ فی صد ہوگا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کاروبار میں خسارہ ہو تو کیا اس میں بھی ہم دونوں برابر کے شریک ہوں گے، یعنی ہر ایک کو ۵۰ فی صد خسارہ برداشت کرنا ہوگا، یا جس کا سرمایہ جس تناسب سے لگا ہوا ہے اس کے اعتبار سے اسے خسارہ برداشت کرنا ہوگا؟

جواب: مشترکہ تجارت 'شرکت' اور 'مضاربت' دونوں طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ 'شرکت' یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد افراد متعین سرمایوں کے ساتھ کسی کاروبار میں شریک ہوں اور ان کے درمیان یہ معاہدہ طے پائے کہ وہ مل کر کاروبار کریں گے اور نفع ونقصان میں ان کی شرکت متعین تناسب کے ساتھ ہوگی۔ 'مضاربت' یہ ہے کہ ایک فریق سرمایہ فراہم کرے اور دوسرا اس سے کاروبار کرے اور ان کے درمیان یہ معاہدہ ہو کہ نفع میں ایک متعین تناسب سے اسے حصّہ ملے گا۔

'شرکت' اور 'مضاربت' دونوں صورتوں میں نفع دونوں فریق کے درمیان باہم طے کردہ تناسب سے تقسیم ہوگا۔ کسی فریق کے لیے کوئی متعین رقم طے کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ سوال کہ کیا شرکاے کاروبار باہم رضامندی سے نفع کی تقسیم جس تناسب کے ساتھ چاہیں، کرسکتے ہیں؟ 'مضاربت' کی صورت میں اس کا جواب تمام فقہا اثبات میں دیتے ہیں، البتہ 'شرکت' کی صورت میں ان کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف اور حنابلہ اس صورت میں بھی شرکاے کاروبار کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے درمیان نفع کی تقسیم کا جو تناسب چاہیں، طے کرسکتے ہیں، لیکن مالکیہ اور شوافع کہتے ہیں کہ نفع کی تقسیم شرکا کے فراہم کردہ سرمایوں کے تناسب سے عمل میں آئے گی۔

جہاں تک نقصان کا معاملہ ہے، شرکت کی صورت میں وہ ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایوں پر ان کی مقداروں کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا اور اسے ان سرمایوں کے مالک برداشت کریں گے۔ مضاربت کی صورت میں مُضارِب (کاروبار کرنے والے) پر نقصان کا کچھ

بار نہیں ڈالا جائے گا، اسے کلّی طور پر صرف سرمایہ دار کو برداشت کرنا ہوگا۔

نفع اور نقصان میں اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے نزدیک نفع سرمایہ لگا کر کاروباری جدوجہد کرنے کا نتیجہ ہے، جب کہ نقصان کسی جدوجہد کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس بات کی علامت ہے کہ کاروباری جدوجہد کے باوجود سرمایے میں اضافہ نہیں ہوسکا۔ اسلامی معاشیات کے ممتاز ماہر پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی نے کاروبار میں نفع اور نقصان کے فرق کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

> نفع اور نقصان کی نوعیت میں اصولی فرق کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔ یہ بات مضاربت کے شرعی اصول سے واضح ہے۔ اگر کاروبارِ مضاربت میں نقصان ہو تو کاروباری فریق کو اس نقصان کا کوئی حصّہ نہیں برداشت کرنا ہوگا۔ اس نے سرمایے کے ذریعے کاروبار میں جدوجہد کی، تاکہ سرمایے میں اضافہ ہو اور اس نفع میں سے اسے بھی حصّہ ملے، لیکن باوجود کوشش کے اضافہ نہ ہوسکا۔ اس کی کاروباری جہدوجہد ناکام رہی، اسے کوئی نفع نہیں ملے گا۔ یہی اس کا نقصان ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر اس پر سرمایے میں واقع ہونے والی کمی، یعنی کاروبار میں خسارے کا بار نہیں ڈالا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ شریعت نقصان کو کاروباری جدوجہد کا نتیجہ یا ثمرہ یا حاصل نہیں قرار دیتی۔ وہ نقصان کو سرمایے میں نقصان قرار دیتی ہے۔ اس کے برعکس اگر مضاربت پر سرمایہ حاصل کر کے کاروباری جدوجہد کرنے والے کی کوششیں کام یاب ہوئیں اور کاروبار میں نفع ہوا تو اسے اس نفع میں سے ایک حصّہ ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت نفع کو سرمایے کے ساتھ کاروباری جدوجہد کا نتیجہ اور ثمرہ قرار دیتی ہے۔ شریعت نے نفع اور نقصان کو ایک درجہ نہیں دیا ہے، نہ ان کی تقسیم کا اصول ایک رکھا ہے۔ (شرکت ومضاربت کے شرعی اصول، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۴ء، ص ۳۳-۳۴)

خلاصہ یہ کہ مشترکہ تجارت کے دو فریق الگ الگ تناسب میں اپنا سرمایہ لگانے کے باوجود نفع میں برابر کے شریک ہوسکتے ہیں، لیکن نقصان کی صورت میں انھیں اپنے لگائے ہوئے سرمایے کے تناسب کے مطابق ہی نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ (مولانا رضی الاسلام ندوی)